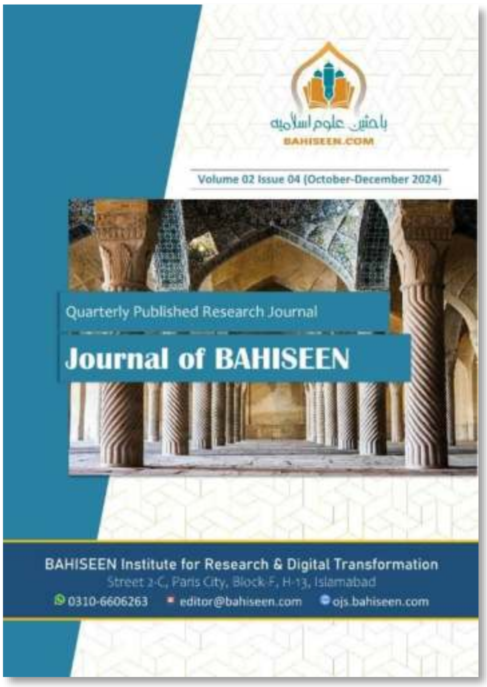

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 04,
October-December 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

اسلامی و مغربی تصور قانون کے اختلافی امور کا تقابلی جائزہ

A comparative analysis of the conflicting issues of Islamic and Western concepts of law

Syed Hamid Ali Bokhari
PhD Scholar Deportment of Islamic Studies,
University Of Gujrat
Email: Makhdoom92@hotmail.com
Dr. Shoaib Arif
Lecturer Islamic Studies University of Gujrat
Email: Shoaib.arif@uog.edu.pk

Abstract

The primary sources of Islamic law are the Qur'an and the Sunnah of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him), while the secondary sources include man-made laws that are created keeping in mind the basic principles established by the Islamic Shari'a. The Islamic concept of law covers both the worldly and the hereafter aspects of man. Legislation is made keeping in mind the beliefs, morals and social needs of the people.The concept of governance under Islamic law, or Siyasah al-Shar'iyah, encompasses the state's discretionary powers and their execution, outlining the various prerogatives available to the state. In the Islamic penal system, the Hudud (fixed punishments) and the discretionary punishments (Ta'zir) are derived and enforced based on the principles laid down by Islamic Shariah.

In many Western countries, constitutions function as the supreme law of the land. They establish fundamental principles, the structure of government, and individual rights, as seen in the constitutions of the United States, France, and Germany. Western legal systems are primarily based on Roman law, known as "codification," where legal principles are compiled in books to ensure that both the public and judiciary are informed, allowing for fair application of the law. Western law also operates internationally, facilitating trade, tourism, agreements, and social cooperation among countries.

Western laws are grounded in material sources such as legislation, customs, judicial decisions, and public opinion.The rules formed on these bases attain the status of law. Since these sources are purely the creations of human intellect, they can never fully encompass all aspects of life. Hence, these laws lack permanence and consistency, which can only be found in a law crafted by an entity with a comprehensive understanding of life's entirety, including its visible and invisible aspects and the ability to foresee changing human conditions. This characteristic is unique to Islamic law.

Keywords: Concept of law, Nature, Deduction, Power penetration, Materiality, Science, The divine, wisdom, Revelation, Globalization

مغربی تصور قانون اور اسلامی تصور قانون میں فرق:

مغربی تصور قانون کے مختلف پہلوؤں، جیسے عقلیت، فطری قانون، انفرادی حقوق، سیکولرازم، قانونی مثبتیت، قانونی تعلیم، قانونی ادارے، قانونی اصلاحات، جمہوریت، اور سماجی انصاف، کی تفصیلی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظام مختلف فلسفیانہ بنیادوں پر قائم ہے، جو

مختلف ادوار میں مختلف مفکرین نے پیش کیے ہیں۔ ان نظریات پر اعتراضات بھی موجود ہیں، جو ان کی تشریح اور اطلاق کے مختلف پہلوؤں کو چیلنج کرتے ہیں۔

اسلامی تصور قانون، جو قرآن و سنت پر مبنی ہے، ان اصولوں سے مختلف ہے۔ اسلامی قانون میں قوانین کی تشکیل، تشریح، اور اطلاق میں الہامی اصولوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اور یہ اصول معاشرتی انصاف اور اخلاقیات کو فروغ دینے کے لیے بنائے گئے ہیں۔

اسلامی اور مغربی تصورات قانون کے درمیان کئی بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں جو دونوں کے نظریات اور اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسلامی تصور قانون کا محور یسر، مصالح اور منفعت پر ہے۔ اس کا بنیادی مقصد شر، ضرر اور حرج کو رفع کرنا ہے، یعنی نقصان دہ اور مضر امور کو ختم کرنا اور معاشرتی عدل و انصاف کو فروغ دینا۔ اسلامی قانون میں اعلائے کلمۃ الحق، قیام امن اور نظم معاشرہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو کہ وحی اور الہامی ہدایات پر مبنی ہیں۔ دیگر مذاہب کی الہامی کتب تحریف اور مقتدر طاقتوں، ریاستوں اور اشرافیہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں اس لیے ان کتب کا اعتبار باقی نہیں رہا۔ تحریف و تبدل کی وجہ سے شرائع سابقہ، صحف سماوی کی الوہی حیثیت متنازعہ ہو چکی ہے جس کی تصدیق قرآن کریم اور خود ان کتب کے ماننے والوں نے کر دی ہے۔ الہامی اور وحی کردہ کتب میں انسانی دست برد اور تحریف و تغیر سے محفوظ و مامون کتاب صرف ایک ہی دنیا میں باقی ہے وہ قرآن کریم ہے جو اسلامی نظام کی اساس اور بنیادی مصدر قانون وہے۔ اس کتاب کی حفاظت و اصلیت کو دنیا کے تمام قانونی، آئینی ماہرین، مورخین اور عالمی سٹیک ہولڈرز تسلیم کرتے ہیں۔

اس کے برعکس، مغربی قانون عوامی رجحانات، ریاستی اقدامات، اور جمہور کی خواہشات کے تابع ہوتا ہے۔ مغربی نظام قانون عوام کے رسم و رواج یا ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے، چاہے وہ فطری اصولوں کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، مغرب میں ہم جنس پرستی کو قانونی حیثیت دی جاتی ہے، حالانکہ یہ جانا جاتا ہے کہ ہم جنس پرستی فطرت کے اصولوں، انسانی صحت، اور بقائے نسل انسانی کے لئے مضر ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مغربی قانون کا تصور عوامی خواہشات اور جمہوری رجحانات پر مبنی ہے، نہ کہ فطری اصولوں یا الہامی ہدایات پر۔ یوں، اسلامی اور مغربی قوانین کے درمیان اختلافات ان کے معاشرتی، اخلاقی، اور نظریاتی اصولوں کی بنیاد پر واضح طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

مغربی قانون کی بنیادی خصوصیات:

مغربی قوانین، جو زیادہ تر سیکولر بنیادوں پر بنائے گئے ہیں، دنیا کے مختلف معاشروں میں رائج ہیں۔ یہ قوانین انسانی عقل، تجربات، بدلتے سماجی رجحانات اور معاشرتی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ مغربی قوانین کی چند بنیادی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. **بنیادی ماخذ:** مغربی قوانین کا بنیادی ماخذ انسانی عقل، تجربات، اور جمہوری اداروں کے فیصلے ہیں، جو انہیں ایک سیکولر اور دنیاوی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

2. **تشریح اور وضاحت:** مغربی قوانین کی تشریح عام طور پر عدالتوں، وکلاء، اور قانونی ماہرین کے ذریعے کی جاتی ہے، جو انہیں لچکدار اور وقت کے تقاضوں کے مطابق بناتے ہیں۔

3. **قانونی پابندیاں:** مغربی قوانین میں قانونی پابندیاں زیادہ تر ریاست کی طرف سے نافذ ہوتی ہیں، اور ان کی خلاف ورزی پر مختلف قسم کی سزائیں یا جرمانے عائد کیے جاتے ہیں۔

4. **فطرت:** اسلامی اور مغربی قانون کے تصورات کا موازنہ کرتے وقت، یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تصور قانون ایک جامع نظام حیات ہے جو مذہب سے بڑھ کر ایک مکمل طرز زندگی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد صرف ایک ضابطہ اخلاق بنانا نہیں، بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو

توازن اور اعتدال کے ساتھ منظم کرنا ہے تاکہ افراد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح ہو سکے۔ اس تصور کے مطابق، قانون کا اطلاق عملی طور پر ممکن اور مؤثر ہونا چاہیے، جس سے انسانی معاشرتی زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیت:

اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے اور ایک جامع نظریہ حیات پیش کرتا ہے۔ اسلامی نظریہ حیات ایک ایسا ضابطہ ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو احاطہ کرتا ہے اور افراد کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کو اعتدال و توازن کے ساتھ ترتیب دیتا ہے۔ یہ نہ صرف نظریاتی طور پر بلکہ عملی طور پر بھی قابل نفاذ ہے۔

اسلامی تصور قانون کی کچھ اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. ماخذ (Origin): اسلامی قانون کا ماخذ الہامی ہے، جو قرآن و سنت پر مبنی ہے۔
2. تشریح و توضیح (Interpretation): اسلامی قانون کی وضاحت اور تشریح مخصوص اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے جو علماء کے ذریعہ طے پاتے ہیں۔
3. توثیق (Sanction): اسلامی قانون میں احکامات کی پابندی کو یقینی بنانے کے لئے سزائیں دی جاتی ہیں، جو دنیاوی اور اخروی دونوں پہلوؤں کو شامل کرتی ہیں۔
4. ماہیت (Nature): اسلامی قانون کی نوعیت جامع ہے، جو زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہوتی ہے۔
5. اساسی اصول (Foundational Principles): یہ قانون بنیادی اصولوں پر مبنی ہے جو عدل، مساوات، اور حقوق کی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔
6. اہتمام حفاظت (Preservation of Sanctity): اسلامی قانون کے تحت دین، جان، عقل، نسل، اور مال کی حفاظت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔
7. دائرہ کار (Scope): اسلامی قانون کا دائرہ کار وسیع ہے، جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتا ہے۔
8. توازن و اعتدال (Equilibrium & Moderation): یہ قانون اعتدال اور توازن پر مبنی ہوتا ہے، جو افراط و تفریط کے بغیر ایک متوازن زندگی کو فروغ دیتا ہے۔
9. کمالیت و تمامیت (Perfection & Completion): اسلامی قانون کو مکمل اور ہر زمانے کے مطابق سمجھا جاتا ہے، جو بدلتے وقت کے ساتھ بھی قابل عمل رہتا ہے۔
10. اصول ارتقاء (Principle of Development): اسلامی قانون میں تبدیلی اور ارتقاء کی گنجائش موجود ہے تاکہ نئے مسائل کا حل فراہم کیا جا سکے۔
11. معیار صحت (Standard of Validity): اسلامی قانون کے اصولوں کی صحت قرآن و سنت سے ماخوذ ہوتی ہے۔
12. باطنی تحرک (Internal Manifestation): یہ قانون فرد کے اندرونی رویے اور نیت پر زور دیتا ہے تاکہ اعمال کا اخلاص اور قانون کی پاسداری یقینی بنائی جا سکے۔

ان خصوصیات کی بنا پر، اسلامی تصور قانون دیگر نظام ہائے قوانین، خاص طور پر مغربی قانونی تصورات پر، ایک خاص برتری رکھتا ہے۔
اس سلسلہ میں وہ تصوراتِ قانون جو اسلامی و مغربی تصوراتِ قانون سے متعلق اختلافی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

آخذِ قانون کا اسلامی تصور:

اسلامی قانون کا آغاز اور اس کے ماخذ الہامی ہیں، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی وحی پر مبنی ہیں۔ اسلامی قانون کی بنیاد قرآن اور سنت نبوی پر ہے، جو کہ وحی الٰہی کا حصہ ہیں۔ یہ قانون ایک ایسی ہستی کے حکم سے تشکیل پاتا ہے جو کائنات اور انسان کے تمام امور سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں کائنات کا ہر پہلو، ہر وقت، اور ہر حالت شامل ہے، اور اسی بنیاد پر اسلامی قانون بنایا گیا ہے۔ اس قانون کا مقصد انسان کی دنیاوی اور اخروی زندگی کو بہتر بنانا ہے، چاہے وہ خارجی ہو یا باطنی، اور یہ ہر زمانے کے لیے قابل عمل اور جامع ہے۔ اسلامی قانون کی الہامی بنیاد کی وجہ سے، اس میں حلال و حرام کا واضح تصور پایا جاتا ہے، جو انسان کی روحانی، اخلاقی، اور معاشرتی فلاح کے لیے ضروری ہے۔

ماخذ قانون کا مغربی تصور:

مغربی قانونی نظام بنیادی طور پر مادی اور انسانی عقل پر مبنی ہے۔ ان قوانین کی تشکیل انسانی سوچ، تجربات، اور معاشرتی ضرورتوں کے تحت کی جاتی ہے، جن میں الہامی ہدایات یا حلال و حرام کا کوئی تصور شامل نہیں ہوتا۔ مغربی قوانین کا دارومدار انسانی عقل و دانش کی محدودیت پر ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتی۔ ان قوانین کو وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی حالات کے تحت تبدیل کرنا پڑتا ہے، کیونکہ ان کی بنیاد انسان کے متغیر خیالات اور ضروریات پر ہوتی ہے۔ مغربی قانونی نظام میں اخلاقیات کا تصور بھی عمومی طور پر انسانی سوچ اور معاشرتی معیارات پر مبنی ہوتا ہے، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک وقت سے دوسرے وقت تک تبدیل ہو سکتے ہیں۔

ماخذ قانون کے متعلق اسلامی و مغربی اختلاف کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان بنیادی فرق ان کے ماخذ میں ہے۔ اسلامی قانون کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے، جو کہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایات پر مشتمل ہے۔ اس کی جامعیت اور دائمی حیثیت کی وجہ سے یہ ہر زمانے، ہر جگہ، اور ہر حالت میں قابل عمل ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد نہ صرف معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنا ہے بلکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی ترقی کو بھی یقینی بنانا ہے۔ اس کے برعکس، مغربی قانونی نظام کی بنیاد انسانی عقل، تجربات، اور معاشرتی ضروریات پر ہے۔ یہ قوانین انسانی سوچ اور معاشرتی ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ان میں الہامی ہدایات یا حلال و حرام کا کوئی تصور موجود نہیں ہوتا۔

اسلامی قانون کی الہامی بنیاد اس کی کمالیت، جامعیت، اور غیر متبدل حیثیت کی ضمانت دیتی ہے، جبکہ مغربی قانونی نظام کی انسانی بنیاد اس کی محدودیت، تبدیلی پذیری، اور مادی پہلوؤں پر زور دینے کی وجہ سے اسے ہمیشہ قابل عمل نہیں رکھتی۔ اسلامی قانون کا مقصد انسان کی دنیاوی اور اخروی فلاح کو یقینی بنانا ہے، جبکہ مغربی قانون کا مقصد صرف معاشرتی نظم و ضبط اور عوامی مفادات کی تکمیل ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے قابل عمل اور ہر قسم کے حالات کے مطابق ہوتا ہے، جبکہ مغربی قانون وقت اور حالات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

قانون کی تشریح و توضیح کا اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کی تشریح اور توضیح قرآن اور سنت کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی وحی پر مشتمل ہیں۔ اسلامی قانون کے تحت، ہر قسم کی تشریح الہامی ہدایات کے مطابق کی جاتی ہے، تاکہ قوانین کی اصل روح اور مقاصد محفوظ رہیں۔ اسلامی قانون کی تشریح کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا، انسان کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا، اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینا ہے۔ جب بھی اسلامی قوانین کی تشریح کی جاتی

ہے، تو اس میں قرآن و سنت کی روشنی میں ہر ممکن حد تک وضاحت کی جاتی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ قوانین کے مفاہیم صحیح اور عدل پر مبنی ہوں۔

اسلامی قانون میں، تشریح کی کوئی بھی کوشش صرف اسی وقت قبول کی جاتی ہے جب وہ قرآن و سنت کے متعین حدود و قیود کے اندر رہ کر کی جائے۔ یہ قانون سازی کا طریقہ کار اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی قانون اپنی معروضیت اور اصل روح کو برقرار رکھے۔ اجتہاد، جو کہ اسلامی قانون کی تشریح و توضیح کا ایک اہم حصہ ہے، بھی انہی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے تاکہ شرعی احکام کی جامعیت اور آفاقیت کو برقرار رکھا جاسکے۔

قانون کی تشریح و توضیح کا مغربی تصور:

مغربی قانونی نظام میں قوانین کی تشریح و توضیح آزادانہ حیثیت رکھتی ہے اور یہ بنیادی طور پر انسانی عقل، تجربات، اور معاشرتی ضروریات پر مبنی ہوتی ہے۔ مغربی قانون میں، تشریح کا عمل حالات کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے، اور یہ حکمران طبقے کے ذاتی یا طبقاتی مفادات کے تحت بھی کی جاسکتی ہے۔ چونکہ مغربی قانون کی بنیاد انسانی سوچ اور دانش پر ہے، اس لیے قوانین کی تشریح و توضیح اکثر معاشرتی حالات، عوامی رائے، اور ریاستی پالیسیوں کے مطابق کی جاتی ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔

مغربی قانونی نظام میں، قوانین کی تشریح میں لچک پائی جاتی ہے، جو قوانین کو تبدیل اور تجدید کرنے کی اجازت دیتی ہے، تاکہ وہ بدلتے ہوئے سماجی، اقتصادی، اور سیاسی حالات کے مطابق رہیں۔ تاہم، اس لچک کی وجہ سے، مغربی قانون میں معروضیت کی کمی ہو سکتی ہے، کیونکہ قوانین کی تشریح و توضیح اکثر مخصوص مفادات اور وقتی ضروریات کے مطابق کی جاتی ہے، جس سے قانون کی اصل روح اور انصاف کا تصور متاثر ہو سکتا ہے۔

قانون کی تشریح و توضیح کے اسلامی و مغربی تصورات کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کی تشریح و توضیح کے طریقہ کار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی قانون کی تشریح ہمیشہ قرآن و سنت کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جو کہ الہامی ہدایات ہیں اور قطعی و غیر متبدل ہیں۔ اسلامی قانون کی تشریح میں ذاتی رائے یا مفادات کی گنجائش نہیں ہوتی، اور یہ ہمیشہ عدل، انصاف، اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کی جاتی ہے۔ اسلامی تشریح کا مقصد قوانین کی جامعیت، ابدیت، اور آفاقیت کو برقرار رکھنا ہے، تاکہ ہر زمانے اور معاشرتی حالت میں ان کا نفاذ ممکن ہو۔ اس کے برعکس، مغربی قانون کی تشریح و توضیح انسانی عقل، تجربات، اور معاشرتی ضروریات پر مبنی ہوتی ہے، اور یہ وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ مغربی قانونی نظام میں تشریح کا عمل اکثر حکمران طبقے کے مفادات کے تحت ہوتا ہے، جو قوانین کو مخصوص مفادات اور حالات کے مطابق ڈھالنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، مغربی قوانین کی معروضیت اور مستقل مزاجی کمزور ہو سکتی ہے، اور وہ معاشرتی فلاح کے بجائے مخصوص مفادات کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

یوں، اسلامی قانون اپنی تشریح کے طریقہ کار کی وجہ سے غیر متغیر اور مستحکم رہتا ہے، جبکہ مغربی قانون کی تشریح کی لچک اور تغیر پذیری اسے بدلتے حالات کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی، وہ انصاف اور عدل کے معیارات کو متاثر بھی کر سکتی ہے۔ اسلامی قانون کی تشریح ہمیشہ الہامی ہدایات پر مبنی ہونے کی وجہ سے معروضیت اور عدل کی مثال ہوتی ہے، جبکہ مغربی قانون کی تشریح اکثر مخصوص مفادات اور ضروریات کے تحت ہوتی ہے، جو قوانین کی اصل روح کو متاثر کر سکتی ہے۔

توثیق:

اسلامی اور مغربی قوانین کے نفاذ میں بنیادی فرق ان کے نظریاتی اصولوں اور عملی طریقہ کار میں ہے۔ مغربی قانونی نظام میں کسی قانون کے نافذ ہونے کے لیے تین اہم عناصر ضروری ہوتے ہیں: حکومت کی منظوری، قوت نافذہ، اور عوام کی قبولیت۔ حکومت کی منظوری کے

بغیر کوئی قانون قانونی درجہ حاصل نہیں کر سکتا، قوت نافذہ کے بغیر قانون کی عملداری ممکن نہیں ہوتی، اور عوام کی قبولیت کے بغیر قانون کی مؤثریت بر قرار نہیں رہ سکتی۔ ان عناصر کے بغیر، مغربی قانون نافذ العمل نہیں ہو سکتا، اور اس کی خلاف ورزی کو بھی قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ دوسری جانب، اسلامی قانون کا نفاذ اللہ کے احکام اور الہامی ہدایات پر مبنی ہوتا ہے، اور اس کے لیے کسی حکومتی منظوری یا عوامی قبولیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلامی قوانین کا مقصد عدل، امن، اور معاشرتی فلاح کو فروغ دینا ہے، اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہیں۔

حکومت کی منظوری کا اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کا تصور بنیادی طور پر اللہ کی حاکمیت پر مبنی ہے، جو قرآن و سنت کے ذریعے واضح ہوتا ہے۔ اس نظام میں قانون سازی کا اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے، اور یہ قوانین کسی بھی حکومتی منظوری یا انسانی ادارے کی مداخلت کے بغیر نافذ ہوتے ہیں۔ اسلامی قانون کا نفاذ براہ راست اللہ کے احکام کے مطابق ہوتا ہے، اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ کسی بھی انسانی حکومت یا ریاست کا فرض ہے کہ وہ ان قوانین کو نافذ کرے، چاہے وہ ان سے متفق ہوں یا نہ ہوں۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ الہامی قوانین کو عملی شکل دے اور ان کی خلاف ورزی کو روکے۔ یہاں قوانین کی قانونی حیثیت اس حقیقت پر مبنی ہے کہ وہ الہامی ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں، نہ کہ کسی انسانی اختیار یا منظوری پر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴾ [i]

ترجمہ: "اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی کافر ہیں۔"

اسی طرح ایک حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي"[ii]

ترجمہ: "جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔"

اسلامی قانون کے تناظر میں، قوانین کی منظوری کے لیے کسی حکومتی ادارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ کے احکام کے تحت قوانین کی حیثیت غیر متبدل اور دائمی ہوتی ہے، اور ان کا نفاذ کسی بھی انسانی مداخلت کے بغیر ہوتا ہے۔ اسلامی حکومت کا کردار صرف الہامی قوانین کو نافذ کرنا ہوتا ہے اور اس کے لیے انسانی منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلامی قانون اس تصور پر مبنی ہے کہ اللہ کی ہدایت کے مطابق قوانین کو نافذ کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو وہ خود غیر قانونی تصور کی جاتی ہے۔

حکومت کی منظوری کے متعلق مغربی تصور قانون:

مغربی قانونی نظام میں قانون کی تشکیل اور اس کی منظوری کے لیے حکومتی عمل دخل ضروری ہے۔ مغربی فلسفی جان آسٹن نے اپنی کتاب "The Province of Jurisprudence Determined" میں لکھا:

"A law, in its most general and comprehensive sense, signifies a rule of human conduct, imposed upon and enforced among the individuals of a given state[iii] ".

"قانون، اپنے سب سے عمومی اور وسیع معنوں میں، انسانی طرز عمل کے ایک اصول کی نشاندہی کرتا ہے، جو ایک مخصوص ریاست کے افراد پر مسلط کیا گیا ہو اور ان کے درمیان نافذ ہو۔"

مغربی قانون کے مطابق، قوانین کی قانونی حیثیت اس وقت تک تسلیم نہیں کی جاتی جب تک وہ حکومت کی منظوری سے منظور نہ ہوں۔ قوانین کی تشکیل عوامی نمائندوں کے ذریعے ہوتی ہے، جو انہیں حکومتی اداروں کے ذریعے باضابطہ طور پر منظور کرتے ہیں، اور اس کے بعد ہی وہ نافذ العمل ہوتے ہیں۔

مغربی نظام قانون میں حکومت کا کردار قوانین کو منظوری دینا ہے تاکہ وہ قانونی طور پر نافذ ہو سکیں۔ اس نظام میں قوانین کی حیثیت اور ان کا نفاذ حکومت کی منظوری پر منحصر ہوتا ہے۔ حکومت کی منظوری کے بغیر، کوئی قانون نافذ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اسے قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ نظام جمہوری اصولوں پر مبنی ہے، جہاں عوامی نمائندے قوانین بناتے ہیں اور حکومت انہیں منظور کرتی ہے۔ قوانین کی منظوری اور ان کے نفاذ کا عمل حکومت کی مداخلت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

حکومت کی منظوری کے متعلق اسلامی و مغربی تصورات کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان حکومت کی منظوری کے حوالے سے ایک بنیادی اور نظریاتی فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون کی بنیاد اللہ کی حاکمیت پر ہے، اور اس کے قوانین اللہ کی ہدایات اور الہامی وحی پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان قوانین کا نفاذ کسی حکومتی منظوری کا محتاج نہیں ہوتا، کیونکہ اسلامی قوانین اللہ کی طرف سے نازل کیے گئے ہیں اور ان کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسلامی قانون ایک غیر متزلزل اور ابدی نظام ہے جو معاشرتی انصاف، امن، اور فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

اسلامی قانون میں، الہامی کتابوں پر ایمان بنیادی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اسلامی نظریہ کے مطابق، دیگر مذاہب کی الہامی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکی ہیں اور اب وہ مکمل الہامی ہدایات کہلانے کے قابل نہیں رہی ہیں۔ اسی وجہ سے، اسلامی قانون الہامی کتابوں کو صرف علامتی طور پر تسلیم نہیں کرتا بلکہ حقیقی اور غیر متبدل ہدایات کے طور پر ان پر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ دوسری جانب، مغربی قانونی نظام میں قوانین کی حیثیت اور ان کا نفاذ حکومت کی منظوری پر منحصر ہوتا ہے۔ مغربی نظام میں قوانین کی تشکیل جمہوری عمل کے ذریعے ہوتی ہے، جہاں عوامی نمائندے قوانین بناتے ہیں اور حکومت انہیں منظور کرتی ہے۔ حکومت کی منظوری کے بغیر، کوئی قانون نافذ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ مغربی نظام قانون میں حکومت کا کردار قوانین کو منظور کرنا اور ان کے نفاذ کو یقینی بنانا ہوتا ہے، جو کہ جمہوری اصولوں اور عوامی رائے پر مبنی ہے۔

اسلامی قانون میں فرد کی ذاتی حیثیت کو دیکھ کر قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، عاقل، مجنون، نابالغ، معذور، اور سوئے ہوئے افراد کو اسلامی قانون میں کئی استثناء حاصل ہیں۔ یہ استثناء اس بنیاد پر دیے جاتے ہیں کہ ان افراد کی ذاتی حالت اور ذمہ داری کا معیار دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، مغربی قانون میں ایسی گنجائشیں عموماً نہیں ہوتیں اور قانون سب کے لیے یکساں طور پر نافذ کیا جاتا ہے، چاہے ان کی ذاتی حیثیت کچھ بھی ہو۔ مغربی قانون کا مقصد یکسانیت اور عمومی انصاف کو یقینی بنانا ہے، جو کہ جمہوری عمل کے ذریعے نافذ ہوتا ہے۔[iv]

یوں، اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان حکومت کی منظوری، قوانین کی تشکیل، اور ان کے نفاذ کے حوالے سے بنیادی اور نظریاتی فرق واضح ہوتا ہے۔ اسلامی قانون الہامی ہدایات پر مبنی ایک جامع اور غیر متبدل نظام ہے، جبکہ مغربی قانون جمہوری عمل اور حکومتی منظوری پر منحصر ہوتا ہے، جو معاشرتی ضرورتوں اور عوامی رائے کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔

قوت نافذہ کا اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کی بنیاد الہامی ہدایات اور اللہ کی حاکمیت پر ہے، جو قرآن اور سنت کے ذریعے فراہم کی گئی ہیں۔ اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے کسی ظاہری قوت یا طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی قوت اس کے الہامی ماخذ اور روحانی حیثیت سے آتی ہے۔ اسلامی قوانین

کی پابندی ہر مسلمان پر فرض ہے اور ان کا نفاذ اللہ کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسلامی شریعت میں قوانین کی پابندی ایک اخلاقی اور دینی فریضہ ہے، جو ایمان اور تقویٰ پر مبنی ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کا نفاذ اللہ کی ہدایات کے مطابق ہوتا ہے اور اس کی مؤثریت کا انحصار مسلمانوں کے ایمان اور دینی جذبے پر ہوتا ہے۔ اسلامی قوانین کی تعمیل ایک داخلی قوت کے طور پر دیکھی جاتی ہے، جہاں ہر مسلمان اپنے ایمان کی بنیاد پر ان قوانین کی تعمیل کرتا ہے۔ اس سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ﴾ [v]

"بے شک ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی حق کے ساتھ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں جیسا کہ اللہ نے آپ کو دکھایا ہے۔"

اس سے متعلق ایک حدیثِ مبارکہ ہے:

﴿ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ ﴾ [vi]

کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی اگر وہ خالق کی نافرمانی کا حکم دے۔"

اسلامی قانون کی قوت نافذہ اس کے الہامی ماخذ اور اللہ کی حاکمیت پر منحصر ہے۔ اسلامی قوانین کی پابندی ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کی بنیاد اللہ کے احکام کی تعمیل پر ہوتی ہے۔ اسلامی قانون میں قوت نافذہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے نفاذ کی بنیاد مسلمانوں کے ایمان اور دینی جذبے پر ہوتی ہے۔ اسلامی قوانین کی تعمیل ایک داخلی قوت کے طور پر دیکھی جاتی ہے، جہاں ہر مسلمان اپنے ایمان کی بنیاد پر ان قوانین کی تعمیل کرتا ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد معاشرتی انصاف، امن، اور فلاح و بہبود کو فروغ دینا ہے، اور اس کے نفاذ کے لیے کسی ظاہری جبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قوتِ نافذہ کا مغربی تصور قانون:

مغربی قانونی نظام میں قانون کے نفاذ کے لیے ایک مؤثر قوت نافذہ کی ضرورت ہوتی ہے، جو ریاستی اداروں اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔ تھامس ہابز نے اپنی کتاب "Leviathan" میں لکھا:

"The law is the public conscience. The authority of law is derived from its power to command obedience[vii]".

" قانون عوامی ضمیر ہے۔ قانون کا اختیار اس کی اطاعت کرانے کی طاقت سے حاصل ہوتا ہے۔"

مغربی تصور قانون کے مطابق، قانون کی مؤثریت کا انحصار اس قوت نافذہ کی طاقت اور اختیار پر ہوتا ہے، جو قانون کی عملداری کو یقینی بناتی ہے۔ مغربی نظام میں قانون کی عملداری کے لیے ضروری ہے کہ ایک مضبوط قوت نافذہ موجود ہو، جو قوانین کی پاسداری کروا سکے اور ان کی خلاف ورزی پر مناسب کارروائی کرے۔ یہ قوت نافذہ ریاستی اداروں جیسے پولیس، عدلیہ، اور دیگر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے ذریعے عمل میں آتی ہے۔ مغربی قانونی نظام میں قوت نافذہ کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے کیونکہ یہ قانون کی عملداری کو یقینی بناتا ہے۔ قوانین کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے ریاستی ادارے مختلف وسائل اور اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ مغربی قانون کی مؤثریت اس قوت نافذہ کی کارکردگی پر منحصر ہوتی ہے، جو قوانین کی پاسداری اور ان کی خلاف ورزی پر ردعمل دینے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اگر قوت نافذہ مؤثر نہ ہو تو قوانین کی تعمیل اور ان کا نفاذ ممکن نہیں ہوتا، اور قانون کی مؤثریت متاثر ہوتی ہے۔

اختلافی پہلو کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان قوت نافذہ اور بنیادی نظریات کے حوالے سے ایک نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں قوت نافذہ کا تصور الہامی اور روحانی ہوتا ہے، جہاں قانون کی مؤثریت کا انحصار اللہ کی ہدایات اور مسلمانوں کے ایمان پر ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کی بنیاد اللہ کے احکام پر ہے، جو قرآن اور سنت کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ ان قوانین کا نفاذ اللہ کی رضا اور عدل و انصاف کے

قیام کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد یسر (آسانی)، مصالح (عوامی مفاد)، اور منفعت (فائدہ) کو فروغ دینا ہے، جبکہ شر (برائی)، ضرر (نقصان)، اور حرج (مشکل) کو رفع کرنا اس کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ اس لیے اسلامی قانون میں اعلائے کلمۃ الحق (حق کا بلند کرنا)، قیامِ امن، اور نظم معاشرہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اسلامی تصور قانون میں یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ دیگر مذاہب کی الہامی کتابیں تحریف شدہ ہیں اور اب وہ مکمل الوہی ہدایات کہلانے کے قابل نہیں رہیں۔ اسی وجہ سے، اسلامی قانون ان کتابوں کو صرف علامتی طور پر باقی رکھتا ہے اور مکمل الہامی ہدایات کے طور پر ان پر انحصار نہیں کرتا۔ اسلامی قانون کی بنیاد اللہ کی حاکمیت پر ہوتی ہے اور اس کا نفاذ ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے حکومت اس کی منظوری دے یا نہ دے۔ دوسری جانب، مغربی قانونی نظام میں قانون کی مؤثریت کے لیے ایک مضبوط قوت نافذہ ضروری ہوتی ہے، جو ریاستی اداروں اور انسانی اختیارات کی طاقت پر منحصر ہوتی ہے۔ مغربی قانون عوامی رجحانات، ریاستی اقدامات، اور جمہور کی خواہشات کے تابع ہوتا ہے۔ مغربی نظام میں قوانین کی تشکیل جمہوری عمل کے ذریعے ہوتی ہے، جہاں عوامی نمائندے قوانین بناتے ہیں اور حکومت انہیں منظور کرتی ہے۔ قوانین کی عملداری کو یقینی بنانے کے لیے ریاستی ادارے مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں، جیسے پولیس، عدلیہ، اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے۔ مغربی قانون کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ قانون کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے ایک مؤثر قوت نافذہ کا ہونا ضروری ہے، جو قانون کی خلاف ورزی پر کارروائی کر سکے۔

مغربی نظام قانون میں قوانین کی تشکیل اور نفاذ عوامی رائے اور جمہوری اصولوں پر مبنی ہوتا ہے، چاہے وہ فطری اصولوں کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، مغرب میں ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ حاصل ہے، حالانکہ یہ فطری اصولوں، انسانی جسمانی صحت، اور جنسی و نفسیاتی نظام کے لیے نقصان دہ تصور کی جاتی ہے۔ مغربی قانون کی مؤثریت ریاستی اداروں کی طاقت اور اختیار پر منحصر ہوتی ہے، اور عوامی خواہشات کی تکمیل کے لیے قوانین بنائے جاتے ہیں، چاہے وہ بقائے نسل انسانی کے لیے ضرر کا باعث ہوں۔

یہ فرق اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کی نظریاتی اور عملی بنیادوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی قانون ایک روحانی اور الہامی نظام پر مبنی ہے، جو اللہ کی حاکمیت، عدل، امن، اور معاشرتی فلاح کو فروغ دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ دوسری جانب، مغربی قانون انسانی اختیارات، جمہوری عمل، اور عوامی رائے پر مبنی ہوتا ہے، اور اس کا مقصد ریاستی نظام کی مضبوطی اور عوامی خواہشات کی تکمیل ہے۔ اسلامی قانون میں قوانین کا نفاذ الہامی ہدایات کے تحت ہوتا ہے، جبکہ مغربی قانون کی مؤثریت ریاستی اداروں اور قوت نافذہ پر منحصر ہوتی ہے۔

عوام کی قبولیت:

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کی بنیاد الہامی ہدایات پر ہے اور اس کی مؤثریت عوام کی قبولیت پر منحصر نہیں ہوتی۔ اسلامی قوانین اللہ کے احکام کے طور پر نازل کیے گئے ہیں، اور ان کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے عوام انہیں قبول کریں یا نہ کریں۔ اسلامی قانون کا تصور یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہر حال میں نافذ العمل ہیں، اور ان کا نفاذ عوام کی خواہشات یا حمایت پر منحصر نہیں ہے۔ اسلامی قانون کی پیروی ایک دینی فریضہ ہے، جو اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل کے لیے کی جاتی ہے۔ اسلامی شریعت میں قوانین کی پابندی کو انسانی اختیار یا عوامی رائے کی بجائے الہامی ہدایات پر مبنی سمجھا جاتا ہے۔ اس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ﴾ [viii]

"تو ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ ﴾ [ix]

ترجمہ: "جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے برا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

اسلامی قانون کی پیروی اور اس کا نفاذ الہامی ہدایات پر مبنی ہے، جو اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔ اسلامی قانون میں عوام کی قبولیت کی شرط نہیں ہوتی کیونکہ اس کی بنیاد اللہ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہے۔ اسلامی قوانین ابدی اور غیر متبدل ہیں، اور ان کا نفاذ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں عدل و انصاف، امن، اور فلاح و بہبود کو فروغ دینا ہے، اور اس کا نفاذ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، چاہے عوام ان قوانین کو قبول کریں یا نہ کریں۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانونی نظام میں، قانون کی مؤثریت اور عملداری عوام کی قبولیت پر منحصر ہوتی ہے۔ مغربی قوانین کی تشکیل اور نفاذ عوامی رائے اور جمہوری عمل کے ذریعے ہوتا ہے، اور ان کی قانونی حیثیت کا انحصار عوام کی حمایت پر ہوتا ہے۔ مغربی فلسفی افلاطون نے اپنی کتاب "Laws" میں لکھا:

"No law or ordinance is mightier than understanding[x]".

"کوئی قانون یا حکم فہم و فراست سے زیادہ طاقتور نہیں ہے۔"

مغربی قانون کے مطابق، قوانین کی مؤثریت عوام کی رائے اور قبولیت پر منحصر ہوتی ہے، اور عوامی حمایت کے بغیر قانون کی عملداری مشکل ہو جاتی ہے۔

مغربی قانونی نظام میں عوام کی قبولیت کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ قانون کی مؤثریت اور عملداری عوامی حمایت پر منحصر ہوتی ہے، اور اگر عوام کسی قانون کو تسلیم نہ کریں یا اس کی مخالفت کریں، تو اس قانون کو نافذ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مغربی قوانین کی تشکیل عوامی رائے اور جمہوری عمل کے ذریعے ہوتی ہے، اور ان کی قانونی حیثیت کا انحصار عوام کی حمایت پر ہوتا ہے۔ عوامی قبولیت کے بغیر، قوانین کی مؤثریت اور ان کی عملداری ممکن نہیں ہوتی، کیونکہ مغربی نظام قانون میں قوانین کی حیثیت اور ان کا نفاذ عوامی رائے پر مبنی ہوتا ہے۔

اختلافی پہلو کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان عوام کی قبولیت اور قوانین کے نفاذ کے حوالے سے نمایاں فرق ان کے نظریاتی اور عملی اصولوں کی بنیاد پر واضح ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کا نظام الہامی ہدایات پر مبنی ہے اور اس کی بنیاد اللہ کے احکام اور آخرت کے تصور پر رکھی گئی ہے۔ اس نظام میں قانون کی حیثیت اور اس کا نفاذ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، چاہے عوام انہیں قبول کریں یا نہ کریں۔ اسلامی قانون ایک جامع، مستقل اور غیر متبدل نظام ہے جو اللہ کی حاکیت، معاشرتی انصاف، امن، اور فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اسلامی تصور قانون میں آخرت کا تصور، احتساب، اور مقاصد شریعت مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مقاصد اسلامی قانون کی بنیاد ہیں اور اس کے نفاذ کا مقصد بھی ان مقاصد کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اسلامی قانون میں روحانی و اخلاقی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے، اور ہر قانون کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور آخرت میں جوابدہی کے تصور کے تحت عمل کرنا ہوتا ہے۔ اسلامی نظام میں قوانین کو دائمی، دیرپا، آفاقی اور فطرت کے اصولوں کے مطابق تسلیم کیا جاتا ہے، جو انسانی عقل، خرد اور ادراک کے مطابق ہیں۔

دوسری طرف، مغربی قانونی نظام جمہوری اصولوں، عوامی رائے، اور حکومتی منظوری پر مبنی ہوتا ہے، جہاں قوانین کی مؤثریت عوام کی حمایت اور قبولیت پر منحصر ہوتی ہے۔ مغربی قانون میں اعتقادات اور آخروی جوابدہی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے، اور نہ ہی اس میں روحانی و اخلاقی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ مغربی تصور قانون جزوی طور پر الہامی ہدایات کو تسلیم کرتا ہے، لیکن تشکیک اور غیر حتمیت کی وجہ سے اسے ناپائیدار شمار کیا جاتا ہے۔ اس نظام میں قوانین کی تشکیل عوامی خواہشات، ریاستی پالیسیاں، اور سماجی رجحانات کے تحت ہوتی ہے، جو وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے قوانین غیر موثر ہو جاتے ہیں۔ مغربی قانون میں روحانی اور اخلاقی اقدار کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اور اس کا نظام زیادہ تر توہمات، بے مقصدیت، عوامی خواہشات، اور ریاستی پالیسیوں کے تحت چلتا ہے۔ جب عوامی رجحانات یا ریاستی پالیسیاں بدلتی ہیں تو قوانین بھی تبدیل ہو جاتے ہیں، جو کہ مغربی نظام قانون کی غیر مستقل مزاجی کی عکاسی کرتا ہے۔[xi]

یہ فرق اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے بنیادی اصولوں اور نظریاتی بنیادوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی قانون ایک غیر متبدل اور الہامی نظام ہے، جو اللہ کے احکام پر مبنی ہے اور اس کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے عوام اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ اس کے برعکس، مغربی قانونی نظام عوامی رائے، حکومتی منظوری، اور معاشرتی تبدیلیوں پر منحصر ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد معاشرتی فلاح و بہبود، عدل و انصاف، اور امن کو فروغ دینا ہے، جبکہ مغربی قانون کا مقصد عوامی خواہشات کی تکمیل اور ریاستی نظام کی مضبوطی ہے۔ اسلامی قانون کی مستقل مزاجی اور الہامی بنیاد اس کی منفرد خصوصیات کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ مغربی قانون کی لچک اور تغیر پذیری اسے وقت اور حالات کے مطابق تبدیل ہونے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔ اسلامی قانون اپنے روحانی اور اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر معاشرتی استحکام اور دائمی فلاح کو فروغ دیتا ہے، جبکہ مغربی قانون کی بنیاد عوامی خواہشات اور عارضی مفادات پر ہوتی ہے، جو وقت کے ساتھ بدل سکتے ہیں۔

ماہیت:

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کی نوعیت میں سختی اور لچک کا ایک متوازن امتزاج پایا جاتا ہے، جو قرآن اور سنت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ اسلامی قانون اللہ تعالیٰ کی وحی پر قائم ہے اور اس کے احکامات ہمیشہ انسان کی بھلائی اور فلاح کے لیے ہیں۔ اسلامی قوانین کی بنیاد اللہ کی کتاب قرآن اور نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہے، جو ہمیشہ کے لیے قابل عمل اور قابل اطلاق رہتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[xii]

"اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔"

ایک حدیث مبارکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ"[xiii]

"بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کی دی ہوئی آسانیوں پر عمل کیا جائے جیسے کہ اسے یہ پسند ہے کہ اس کے سخت احکام پر عمل کیا جائے۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی قانون میں جہاں سختی کی ضرورت ہو، وہاں سختی کی جاتی ہے، اور جہاں نرمی اور آسانی کی گنجائش ہو، وہاں آسانی فراہم کی جاتی ہے۔ اس طرح، اسلامی قانون میں نہ صرف استحکام بلکہ معاشرتی تبدیلیوں کے مطابق لچک بھی موجود ہے، جو اسے ہر دور اور حالت میں مؤثر بناتا ہے۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانونی نظام کی نوعیت سختی(Rigidity)اور لچک(Flexibility)کے درمیان متوازن نہیں ہے، اور یہ انسانی عقل و دانش پر مبنی ہے۔ مغربی قانون کی تشکیل انسان کی عقل، تجربات، اور معاشرتی حالات کے تحت کی جاتی ہے، جو وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ مغربی قوانین کی نوعیت میں سختی اور نرمی دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں، لیکن ان کے درمیان توازن کی کمی ہے۔

جان اسٹورٹ مل نے اپنی کتاب "On Liberty" میں لکھا ہے:

"The only purpose for which power can be rightfully exercised over any member of a civilized community, against his will, is to prevent harm to others[xiv] ".

"کسی بھی مہذب معاشرے کے کسی فرد پر اس کی مرضی کے خلاف طاقت کے استعمال کا واحد مقصد دوسروں کو نقصان پہنچنے سے روکنا ہے۔" یہ قول مغربی قانون کی لچک اور تبدیلی کی صلاحیت کو بیان کرتا ہے، جہاں قوانین کا مقصد صرف معاشرتی نظم وضبط کو برقرار رکھنا ہوتا ہے اور انفرادی آزادیوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ تاہم، اس لچک کی وجہ سے قوانین میں استحکام کی کمی ہو سکتی ہے، اور یہ معاشرتی ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں، جس سے قوانین کی مستقل مزاجی متاثر ہو سکتی ہے۔

اسلامی و مغربی تصورات قانون کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قوانین کی نوعیت میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں سختی اور لچک دونوں کا متوازن امتزاج موجود ہے، جو اسے ہر دور اور حالت میں مؤثر اور قابل عمل بناتا ہے۔ اسلامی قانون اللہ کی وحی پر مبنی ہے اور اس کی تشریح قرآن وسنت کی روشنی میں کی جاتی ہے، جس کا مقصد معاشرتی فلاح، عدل، اور انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ اسلامی قانون میں نرمی اور سختی دونوں کی گنجائش ہوتی ہے، تاکہ معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ ہم آہنگی برقرار رکھی جا سکے۔

مغربی قانون، اس کے برعکس، اپنی نوعیت میں سختی اور نرمی دونوں پہلو رکھتا ہے، لیکن ان کے درمیان توازن کی کمی ہے۔ مغربی قوانین کی تشکیل انسانی عقل و دانش پر مبنی ہوتی ہے، اور ان میں لچک کی وجہ سے وقت کے ساتھ تبدیل ہونے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ تاہم، اس لچک کی وجہ سے قوانین میں استحکام کی کمی ہو سکتی ہے، اور یہ مخصوص مفادات اور حالات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں، جو ان کی مستقل مزاجی کو متاثر کر سکتے ہیں۔

اسلامی قانون کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے قابل عمل رہتا ہے اور ہر قسم کے حالات کے مطابق ہے، کیونکہ اس کی بنیاد الہامی ہدایات پر ہے۔ مغربی قانون کی لچک اور تبدیلی کی صلاحیت اسے وقت کے ساتھ بدلنے کی اجازت دیتی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی، یہ قوانین کی مستقل مزاجی اور معروضیت کو متاثر کر سکتی ہے۔ اسلامی قانون کی جامعیت اور استحکام اسے مغربی قوانین کے مقابلے میں زیادہ مؤثر اور قابل اطلاق بناتے ہیں، جبکہ مغربی قانون کی تغیر پذیری اسے مخصوص مفادات کے تحت ڈھالنے کی اجازت دیتی ہے، جو انصاف کے اصولوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

اساسی اصول:

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون(شریعت)ایک جامع اور متوازن قانونی نظام ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو سہل، متوازن، اور قابلِ عمل بنانے پر زور دیتا ہے۔

اس نظام کے تحت قوانین اور اصول معاشرتی و انفرادی فلاح کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں، اور ان میں درج ذیل امتیازی اصول شامل ہیں:

1. عدم حرج (Avoidance of Hardship):

اس اصول کے تحت اسلامی قانون کا ہر پہلو انسانی زندگی سے مشکلات کو دور کرنے اور زندگی کو آسان بنانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ قوانین کا مقصد لوگوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے انہیں سہولت فراہم کرنا ہے۔ مثلاً، اسلامی تعلیمات کے مطابق بیماری یا سفر کی حالت میں نماز کے طریقہ کار میں تبدیلی کی اجازت دی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبادات میں آسانی ہو۔

2. قلت تکلیف (Lessening of Difficulty):

اس اصول کے تحت اسلامی قانون چاہتا ہے کہ کوئی بھی حکم ایسا نہ ہو جو کسی فرد کے لیے ناقابل برداشت ہو۔ قوانین کا مقصد لوگوں پر اتنی ہی ذمہ داری ڈالی جائے جتنی وہ اپنی استطاعت کے مطابق آسانی سے نبھا سکیں۔ اگر کسی شخص کی طاقت اور استطاعت کسی ذمہ داری کو اٹھانے میں ناکام ہو، تو اسلامی قانون اس بوجھ کو کم کر دیتا ہے، تاکہ اس کی حدود اور حالات کے مطابق اس پر عمل ہو سکے۔

3. تدریج (Graduality):

تدریج سے مراد یہ ہے کہ قوانین کو آہستہ آہستہ اور مرحلہ وار نافذ کیا جائے تاکہ لوگ ان قوانین کے مطابق اپنے طرز عمل کو بہتر طریقے سے ڈھال سکیں۔ اسلامی قانون میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اچانک تبدیلیاں لوگوں کی فطرت پر گراں نہ گزریں اور وہ ان قوانین سے مانوس ہو سکیں۔ اسی لیے، اسلامی قوانین کو ایک دم نافذ کرنے کے بجائے، ان کے نفاذ میں تدریج اختیار کی جاتی ہے۔

4. تنسیخ و تغییر (Repeal & Change):

تنسیخ و تغییر کا مطلب یہ ہے کہ کچھ قوانین مخصوص حالات میں وقتی طور پر نافذ کیے جاسکتے ہیں تاکہ ان سے کچھ مخصوص مقاصد حاصل کیے جا سکیں۔ جب یہ مقاصد پورے ہو جاتے ہیں تو ان قوانین کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے اور انہیں منسوخ یا تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح، اگر کچھ قوانین مخصوص حالات یا ضروریات کے تحت بنائے جائیں، تو ان حالات کے بدلنے پر ان قوانین میں بھی تبدیلی کی جاسکتی ہے تاکہ وہ نئے حالات کے مطابق رہیں۔

5. رخصت و استثنیٰ (Exceptional Permissibility):

اس اصول کے تحت، اسلامی قانون میں ہنگامی یا ناگہانی حالات میں عام قوانین سے ہٹ کر رعایت دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات عام قوانین سخت حالات میں قابل عمل نہیں رہتے، اس لیے ایسی صورتحال میں اسلامی قانون نرمی اور استثناء کی اجازت دیتا ہے۔

6. اصولی اباحت (Presumption of General Permissibility):

اصلی الاباحت سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کو جائز سمجھا جائے، جب تک کہ شریعت واضح طور پر یا اشارۃً اسے ناجائز قرار نہ دے۔ اسلامی قانون میں یہ اصول بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی میں غیر ضروری پابندیاں نہ لگائی جائیں اور لوگ اپنی فطرت کے مطابق آزادانہ طور پر عمل کر سکیں۔

7. اہتمام حفاظت (Preservation of Sanctity):

اسلامی قانون میں قانونی اقدار کے تحفظ کے لیے مخصوص اقدامات کیے جاتے ہیں، جن میں قوانین کی پابندی کرنے والوں کو انعامات دینا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینا شامل ہے۔ اسلامی قانون میں سزا کی دو اقسام ہیں: دنیوی سزا اور اخروی سزا، جو کہ قانونی اور اخلاقی دونوں اقسام کی خلاف ورزیوں کے لیے مقرر کی جاتی ہیں۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانون کا بنیادی مقصد معاشرتی نظم وضبط کو برقرار رکھنا اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ مغربی قانونی نظام میں عمومی طور پر درج ذیل خصوصیات شامل ہیں:

1. سخت قوانین اور پابندیاں (Rigid Rules and Restrictions):

مغربی قانون زیادہ تر قوانین کی سختی پر زور دیتا ہے اور ان کی خلاف ورزی پر سزا کا نظام سخت ہے۔ قوانین کی پابندی کو یقینی بنانے کے لیے سزا کا خوف پیدا کیا جاتا ہے اور رعایت یا لچک کی کم گنجائش ہوتی ہے۔

2. مقاصد کی محدودیت (Limitation of Objectives):

مغربی قانون کا مقصد بنیادی طور پر معاشرتی نظم وضبط کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ قوانین کی ترتیب دیتے وقت انسانی فطرت، ضرورت، یا معاشرتی مسائل کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی، جتنی کہ اسلامی قانون میں دی جاتی ہے۔

3. تبدیلی کی کم گنجائش (Limited Scope for Change):

مغربی قانون میں قوانین کی تبدیلی مشکل ہوتی ہے اور عموماً عدالتی فیصلوں یا قانون ساز اداروں کی منظوری کے بغیر تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

4. رعایت و استثناء کی عدم موجودگی (Lack of Exceptional Permissibility):

مغربی قانون میں عمومی طور پر ہر ایک کے لیے ایک ہی قانون نافذ ہوتا ہے اور ہنگامی حالات میں بھی کم ہی رعایت دی جاتی ہے۔

5. عملی قوانین کا محدود تصور (Limited Scope of Practical Laws):

مغربی قوانین عمومی طور پر معاشرتی نظم وضبط اور انصاف پر مرکوز ہوتے ہیں اور ان میں انسانی فطرت اور ضروریات کی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی۔

اسلامی و مغربی تصوراتِ قانون میں تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی قانون انسانی زندگی کو آسان بنانے اور معاشرتی ضروریات کے مطابق قوانین بنانے پر زور دیتا ہے، جبکہ مغربی قانون زیادہ تر قوانین کی سختی اور نظم وضبط پر مرکوز ہوتا ہے۔

عدم حرج اور قلت تکلیف کے اصول اسلامی قانون کو منفرد بناتے ہیں، کیونکہ ان کے تحت لوگوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے ان کی استطاعت کے مطابق قوانین نافذ کیے جاتے ہیں۔ مغربی قانون میں ایسی لچک کم ہوتی ہے اور قوانین کی سختی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے تدریج اسلامی قانون کا ایک اور اہم اصول ہے، جو قوانین کے نفاذ میں آہستہ آہستہ اور مرحلہ وار تبدیلیوں کو شامل کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس کے برعکس، مغربی قانون میں قوانین کو ایک دم نافذ کیا جاتا ہے اور تبدیلی کی کم گنجائش ہوتی ہے۔ تنسیخ و تغییر اسلامی قانون کو وقت اور حالات کے مطابق قوانین میں تبدیلی کی اجازت دیتا ہے، جبکہ مغربی قانون میں قوانین کی تبدیلی مشکل اور محدود ہوتی ہے۔ رخصت و استثنائی کے اصول کے تحت، اسلامی قانون میں ہنگامی یا ناگہانی حالات میں عام قوانین سے ہٹ کر رعایت دی جا سکتی ہے، جبکہ مغربی قانون میں عمومی طور پر ہر ایک کے لیے ایک ہی قانون نافذ ہوتا ہے اور ہنگامی حالات میں بھی کم ہی رعایت دی جاتی ہے۔ اصولی اباحت کے اصول کے تحت اسلامی قانون ہر چیز کو جائز سمجھتا ہے جب تک کہ شریعت واضح طور پر اسے ناجائز قرار نہ دے، جبکہ مغربی قانون میں ایسی وسیع رعایتیں نہیں دی جاتیں۔ اہتمام حفاظت کے اصول کے تحت، اسلامی قانون میں قانونی اقدار کے تحفظ کے لیے دونوں مثبت اور منفی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جبکہ مغربی قانون میں زیادہ تر قوانین کی خلاف ورزی پر صرف سزا دی جاتی ہے۔

یہ تقابلی جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی قانون کی جامعیت، لچک، اور انسانی فلاح و بہبود پر مبنی ہے، جبکہ مغربی قانون میں قوانین کی سختی، محدودیت، اور عمومی انصاف کی فراہمی پر زور دیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون انسانی فطرت، معاشرتی ضروریات، اور لچک کی بنیاد پر زیادہ متوازن اور جامع نظام ہے، جبکہ مغربی قانون میں قوانین کی سختی اور محدودیت کی وجہ سے یہ نسبتاً کم لچکدار ہوتا ہے۔

اسلامی قانون ہر فرد کی ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی، خارجی اور داخلی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتے ہوئے نظم وضبط، توازن اور اعتدال کو برقرار رکھنے کا مقصد رکھتا ہے۔ یہ قانون چاہتا ہے کہ چاہے دنیاوی زندگی ہو یا دینی، ہر ایک میں میانہ روی اور اعتدال کو اپنایا جائے اور کسی بھی قسم کی انتہاپسندی یا غیر متوازن رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ اسلامی قانون کے نزدیک، زندگی کے ہر شعبے میں توازن برقرار رکھنا بہت ضروری ہے، چاہے وہ معاشرتی ہو، اخلاقی ہو، روحانی ہو یا جسمانی۔

اسلامی قانون اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ کسی انسان کو زبردستی اخلاقی اور روحانی اصولوں کی پیروی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بجائے، لوگوں کو نصیحت اور ترغیب دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی اندرونی اصلاح کریں اور اپنی مرضی سے صحیح راستہ اختیار کریں۔ اسلامی قانون افراط و تفریط سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اور یہ یقینی بناتا ہے کہ ہر شخص کو بغیر کسی دباؤ کے، اپنی مرضی سے صحیح راستے پر چلنے کی آزادی ہو اس کے ساتھ ساتھ، اسلامی قانون کا مقصد یہ بھی ہے کہ معاشرے کی تنظیم اور افراد کی زندگی کے تمام پہلوؤں میں توازن اور اعتدال کو برقرار رکھا جائے۔ اس کے لیے اسلامی قانون ایسے اصول وضع کرتا ہے جو ایک طرف فرد کی ذاتی آزادی کا احترام کرتے ہیں اور دوسری طرف اجتماعی نظم وضبط کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ اسلامی قانون کا یہ مقصد ہے کہ ہر فرد کی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا جائے اور معاشرے میں ہم آہنگی برقرار رکھی جائے، تاکہ ہر انسان اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال اور توازن کے راستے پر چل سکے۔

یوں اسلامی قانون ایک جامع نظام کے طور پر سامنے آتا ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متوازن رکھنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ ایک معتدل اور ہم آہنگ معاشرے کی تشکیل کی جاسکے۔

دائرہ کار

زندگی کے تمام شعبے ایک دوسرے سے مربوط اور منسلک ہیں، اور انہیں ایک وحدت میں باندھنا ضروری ہے۔ اسلامی تصور قانون میں دین اور دنیا کے درمیان کوئی مصنوعی تقسیم نہیں کی جاتی، بلکہ اس میں دونوں کو ایک ہی نظام کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ اسلامی قانون کا دائرہ کار نہ صرف دنیاوی زندگی پر محیط ہے بلکہ آخرت کی زندگی کو بھی شامل کرتا ہے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی میں کی جانے والی کوششیں اخروی زندگی کے لیے بھی فائدہ مند ہونی چاہئیں۔ اس طرح، اسلامی قانون زندگی کے تمام پہلوؤں کو یکجا کرکے ان میں توازن اور اصلاح پیدا کرتا ہے، جو عمل درآمد کو آسان بنادیتا ہے۔

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون ایک جامع نظام ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو نظم وضبط، توازن، اور اعتدال کے ساتھ منظم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلامی تصور قانون میں زندگی کے ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی، خارجی اور داخلی تمام پہلو شامل ہیں۔ اس قانون کا مقصد دنیاوی اور دینی زندگی کے درمیان اعتدال برقرار رکھنا اور ہر طرح کی انتہاپسندی یا غیر متوازن رویے سے بچنا ہے۔ اسلامی قانون انسان کو نہ صرف دنیاوی زندگی میں بلکہ آخرت کی زندگی میں بھی توازن اور اعتدال کے ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسلامی قانون ایک جامع نظام ہے جو زندگی کے مختلف شعبوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں مختلف قوانین شامل ہیں جو زندگی کے ہر پہلو کو منظم کرتے ہیں۔ اسلامی قانون کے مختلف شعبے درج ذیل ہیں:

1.احکام العبادات(Religious Laws):عبادات اور مذہبی فرائض سے متعلق قوانین۔

2.احکام الآداب(Moral and Social Laws):اخلاقی اور سماجی معاملات سے متعلق قوانین۔

3.احکام النکاح(Family Laws):نکاح اور خاندانی زندگی سے متعلق قوانین۔

4.احکام المعاملات(Civil Laws):شہری معاملات اور لین دین کے قوانین۔

5.احکام العقود(Laws of Contract):معاہدات کے بارے میں قوانین۔

6.احکام المالیات(Fiscal Laws):مالی معاملات اور اقتصادی ذمہ داریوں سے متعلق قوانین۔

7.احکام العقوبات(Penal Laws):جرائم کے لیے سزاؤں سے متعلق قوانین۔

8.احکام الاثبات(Laws of Evidence):قانونی کارروائیوں میں ثبوت کے استعمال کے قوانین۔

9.احکام الدستوریہ(Constitutional Laws):حکومتی ڈھانچے اور آئینی قوانین۔

10.احکام الاداریہ(Administrative Laws):انتظامی امور اور فرائض سے متعلق قوانین۔

11.احکام الدولی العام(Public International Laws):بین الاقوامی تعلقات اور ذمہ داریوں کے قوانین۔

12.احکام الدولی الخاص(Private International Laws):نجی بین الاقوامی معاملات اور تنازعات کے قوانین۔

13.احکام العسکریہ(Military Laws):فوجی قوانین اور جنگی معاملات سے متعلق قوانین۔

14.ضابطہ ہائے دفاعی(Adjective & Procedural Laws):قانونی عمل کے طریقہ کار کے قواعد۔

15.احکام التجارتی(Commercial Laws):تجارت اور کاروبار سے متعلق قوانین۔

اسلامی قانون کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اور یہ نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کو منظم کرتا ہے بلکہ معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بھی شامل کرتا ہے۔ یہ قانون انسانی فلاح و بہبود کے لئے بنایا گیا ہے اور اس میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ قوانین کی پیروی کے لئے لوگوں پر کوئی زبردستی نہ کی جائے۔ اس کے بجائے، لوگوں کو نصیحت اور ترغیب کے ذریعے اپنی مرضی سے صحیح راستے پر چلنے کی آزادی دی جاتی ہے۔ اسلامی قانون کا مقصد افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال اور توازن کو برقرار رکھنا ہے، تاکہ ایک معتدل اور ہم آہنگ معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانون کا بنیادی مقصد معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنا اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ مغربی قانونی نظام زیادہ تر دنیاوی زندگی کے ظاہری پہلوؤں پر مرکوز ہوتا ہے اور اس میں اخلاقی یا روحانی اصولوں کو کم اہمیت دی جاتی ہے۔ مغربی قانون کی رو سے، معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے قوانین کو سختی سے نافذ کیا جاتا ہے اور ان کی خلاف ورزی پر سخت سزا دی جاتی ہے۔ مغربی قانون میں عام طور پر ذاتی زندگی اور مذہبی امور کے لئے علیحدہ قوانین نہیں ہوتے اور یہ زیادہ تر سیکولر بنیادوں پر مبنی ہوتا ہے۔ مغربی قانون میں قوانین کو عمومی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے جیسے کہ شہری قوانین، فوجداری قوانین، تجارتی قوانین، اور آئینی قوانین وغیرہ۔ یہ قوانین انسانی حقوق، معاشرتی ذمہ داریوں، اور ریاستی نظم و نسق کو منظم کرنے پر زور دیتے ہیں۔

مغربی قانون کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے اور یہ صرف دنیاوی معاملات تک محدود رہتا ہے۔ مغربی قانونی نظام میں قوانین کی ترتیب دیتے وقت عمومی طور پر معاشرتی نظم و ضبط کو مد نظر رکھا جاتا ہے، اور انفرادی آزادیوں اور حقوق کی بھی حفاظت کی جاتی ہے، لیکن یہ نظام روحانی یا دینی

پہلوؤں کو شامل نہیں کرتا۔ مغربی قانون میں اخلاقی اصولوں کی پیروی کو کسی فرد کی ذاتی پسند پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس میں کوئی زبردستی نہیں کی جاتی۔ اس کے برعکس، قانونی پابندیوں کو یقینی بنانے کے لئے سختی سے عمل درآمد کیا جاتا ہے۔

تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قوانین کے درمیان بنیادی فرق ان کے دائرہ کار اور مقاصد میں ہے۔ اسلامی قانون ایک جامع نظام ہے جو دنیاوی اور دینی زندگی کے تمام پہلوؤں کو منظم کرتا ہے، جبکہ مغربی قانون زیادہ تر دنیاوی معاملات پر مرکوز ہوتا ہے اور اس میں دینی یا روحانی پہلوؤں کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اسلامی قانون انسانی فلاح و بہبود کے لئے قوانین وضع کرتا ہے اور ان کی پیروی کے لئے لوگوں پر کوئی زبردستی نہیں کرتا، بلکہ انہیں نصیحت اور ترغیب کے ذریعے صحیح راستے پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلامی قانون کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اور یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو شامل کرتا ہے، چاہے وہ عبادات ہوں، اخلاقی اصول ہوں، خاندانی معاملات ہوں، یا معاشرتی و اقتصادی ذمہ داریاں۔ اسلامی قانون میں دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی دونوں کو یکجا کیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دنیاوی کوششیں آخرت کے لئے بھی فائدہ مند ہوں۔ اس کے برعکس، مغربی قانون دنیاوی زندگی تک محدود رہتا ہے اور آخرت کی زندگی کو شامل نہیں کرتا۔ اسلامی قانون میں قوانین کی پیروی کے لئے کسی فرد کو زبردستی نہیں کی جاتی، جبکہ مغربی قانون میں قوانین کی خلاف ورزی پر سخت سزا دی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو قانون کی پابندی پر مجبور کیا جا سکے۔ اسلامی قانون میں ہر شخص کو اپنی مرضی سے صحیح راستے پر چلنے کی آزادی دی جاتی ہے، جبکہ مغربی قانون میں قانونی اصولوں کی پیروی کو یقینی بنانے کے لئے سزا کا نظام رائج ہوتا ہے۔

اس طرح، اسلامی قانون اپنے جامع دائرہ کار اور انسانی فلاح و بہبود کے اصولوں کی بنیاد پر مغربی قانون سے منفرد اور برتر نظر آتا ہے۔ اسلامی قانون زندگی کے ہر پہلو کو توازن اور اعتدال کے ساتھ منظم کرتا ہے، جبکہ مغربی قانون زیادہ تر دنیاوی نظم و ضبط اور انصاف کی فراہمی پر زور دیتا ہے۔ اسلامی قانون کی یہ جامعیت اور لچک، اس کے وسیع دائرہ کار کے ساتھ، اسے ایک متوازن اور ہم آہنگ قانونی نظام بناتی ہے، جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ کرتا ہے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

توازن اور اعتدال (Equilibrium & Moderation):

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون توازن اور اعتدال پر مبنی ایک جامع نظام ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں کو منظم کرتا ہے، چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی، دینی ہوں یا دنیاوی۔ اس قانون کا مقصد انسانی فلاح و بہبود ہے، اور اس میں ہر حکم میں میانہ روی اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً، روزے کا حکم ہے، لیکن بیمار یا سفر میں ہونے والے افراد کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی جاتی ہے تاکہ ان پر بوجھ نہ پڑے۔ اسلامی قانون اخلاقی اور روحانی اصولوں کی پیروی پر زور دیتا ہے لیکن زبردستی نہیں کرتا، بلکہ لوگوں کو نصیحت اور ترغیب کے ذریعے اصلاح کی طرف مائل کرتا ہے۔ اسلامی قانون دراصل مختلف متضاد حرکات اور جذبات کا مجموعہ ہے، جن میں ہر قسم کی مختلف جہتیں شامل ہوتی ہیں۔ یہ قانون اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہر انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک ساتھ توازن قائم رہے۔ اسلامی تصور قانون نے زندگی کے مختلف پہلوؤں، چیزوں اور عناصر کے درمیان ایک خوبصورت اور حقیقی توازن قائم کیا ہے، جس کے ذریعے تمام متضاد و متناقض پہلوؤں کو ہم آہنگ بنا دیا گیا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ اسلامی قانون ایک زندہ قانون ہے، جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اسلامی قانون نے اس بات پر زور دیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں

توازن اور اعتدال ہونا چاہیے، تاکہ کسی بھی قسم کی افراط و تفریط نہ ہو۔ اس طرح اسلامی قانون نے مختلف حالات میں اعتدال و توازن پیدا کیا ہے، جو ایک میانہ روی کی راہ دکھاتا ہے۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانون زیادہ تر دنیاوی معاملات پر مرکوز ہوتا ہے اور عمومی طور پر سیکولر بنیادوں پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں قوانین کی سختی اور انصاف کی فراہمی پر زور دیا جاتا ہے، جبکہ اخلاقی یا روحانی اصولوں کو شامل نہیں کیا جاتا۔ مغربی فکر کے مطابق، قانون کا مقصد صرف نظم و ضبط برقرار رکھنا اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا ہے۔

John Austin، جو کہ ایک معروف مغربی مفکر ہیں، ان کا قول ہے:

"Law is the command of the sovereign, backed by the threat of a sanction." [xv]

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قانون کی تعریف وہ حکم ہے جو حاکم وقت کی طرف سے آتا ہے، اور اس کی پابندی نہ کرنے پر سزا کی دھمکی بھی شامل ہوتی ہے۔ یہ نظریہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مغربی قانون کی بنیاد حکم اور اس کی تعمیل پر ہے، اور اس میں اخلاقیات یا روحانی پہلوؤں کو شامل نہیں کیا جاتا۔

اسلامی و مغربی تصورات قانون کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قوانین کے درمیان بنیادی فرق ان کے مقاصد اور دائرہ کار میں ہے۔ اسلامی قانون ایک جامع نظام ہے جو دنیاوی اور دینی دونوں زندگیوں کو متوازن رکھتا ہے، جیسے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ سماجی اور خاندانی قوانین بھی نافذ کرتا ہے۔ اس کے برعکس، مغربی قانون صرف دنیاوی زندگی پر مرکوز ہوتا ہے اور معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے قوانین کی سختی پر زور دیتا ہے۔ اسلامی قانون میں انسانی فلاح، اعتدال، اور توازن کو اہمیت دی جاتی ہے، جبکہ مغربی قانون قوانین کی سختی اور معاشرتی نظم و ضبط پر زور دیتا ہے۔ مثلاً، اسلامی قانون زکوٰۃ کی ادائیگی کو ضروری قرار دیتا ہے جو سماجی انصاف کو فروغ دیتی ہے، جبکہ مغربی قانون میں ٹیکس کی ادائیگی معاشرتی خدمات کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے، لیکن یہ دینی یا روحانی بنیادوں پر نہیں ہے۔ اس طرح، اسلامی قانون اپنی جامعیت اور لچک کے لحاظ سے مغربی قانون سے مختلف اور وسیع تر ہے۔

کمالیت و تمامیت:

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون ایک مکمل اور جامع نظام ہے جو زندگی کے ہر پہلو، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، معاشی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اخلاقی، تہذیبی ہو یا تمدنی، کو شامل کرتا ہے۔ یہ نظام انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو یکجا کرتا ہے اور ایک وحدت اور یگانگت پیدا کرتا ہے۔ اسلامی قانون کے اصولوں اور قواعد میں کمالیت اور جامعیت ہے، جو ہر دور اور ہر مقام کے انسان کے لئے ایک نیا راستہ فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی قانون میں ہر اصول اور قاعدہ اتنا جامع اور کامل ہے کہ اس میں مزید کسی ترمیم یا اضافے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، اور یہ ہر زمانے میں انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہے۔

اسلامی قانون کا ایک اہم پہلو آخرت کا تصور، احتساب، اور مقاصد شریعت ہیں، جن کے گرد یہ نظام گھومتا ہے۔ یہ قانون انسان کی روحانی، اخلاقی، اور معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے اور ہمیشہ اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے پر زور دیتا ہے۔ اسلامی قانون کی مستقل

حیثیت اور پائیداری اس کی ایک منفرد خصوصیت ہے، جو اسے ہر دور میں قابل عمل اور تازہ بناتی ہے۔ یہ قانون انسانی فطرت کے اصولوں کے مطابق ہے اور ہمیشہ ہر زمانے میں انسانی عقل و خرد کے مطابق رہتا ہے۔ اس کے علاوہ، اسلامی قانون میں فرد کی ذاتی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے قوانین کا نفاذ کیا جاتا ہے، اور معذور، نابالغ، یا پاگل افراد کو رعایت دی جاتی ہے۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانون عمومی طور پر سیکولر بنیادوں پر مبنی ہوتا ہے اور زیادہ تر دنیاوی معاملات پر مرکوز ہوتا ہے۔ اس میں قوانین کی سختی اور معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے پر زور دیا جاتا ہے، لیکن روحانی یا اخلاقی اقدار کو شامل نہیں کیا جاتا۔ مغربی قانون جزوی طور پر الہام و وحی کو تسلیم کرتا ہے، مگر تشکیک اور غیر حتمیت کی وجہ سے اسے ناپائیدار شمار کیا جاتا ہے۔ مغربی تصور قانون میں آخرت یا اخروی جوابدہی کا کوئی تصور نہیں ہوتا، اور یہ صرف دنیاوی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ مغرب میں قوانین ریاستی پالیسیاں، عوامی خواہشات، اور وقت کے ساتھ بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے قوانین غیر موثر ہو جاتے ہیں۔ مغربی قانون میں فرد کی ذاتی حیثیت یا روحانی و اخلاقی اقدار کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اور اس میں معذور یا نابالغ افراد کے لیے کوئی خاص رعایت نہیں دی جاتی۔

اسلامی و مغربی تصورات قانون کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قوانین کے درمیان بنیادی فرق ان کے مقاصد، دائرہ کار، اور فلسفہ میں ہے۔ اسلامی قانون ایک جامع، دائمی، اور فطرت کے اصولوں پر مبنی نظام ہے جو زندگی کے ہر پہلو کو شامل کرتا ہے۔ یہ قانون انسان کی روحانی، اخلاقی، اور دنیاوی زندگی کو متوازن اور معتدل رکھنے پر زور دیتا ہے اور آخرت کی جوابدہی کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ اسلامی قانون کی یہ خصوصیت اسے ایک مستقل اور پائیدار نظام بناتی ہے جو ہر زمانے اور مقام کے لیے قابل عمل ہے۔

اس کے برعکس، مغربی قانون صرف دنیاوی زندگی پر مرکوز ہوتا ہے اور روحانی یا اخلاقی اقدار کو شامل نہیں کرتا۔ مغربی قانون میں آخرت کا کوئی تصور نہیں ہوتا اور یہ صرف دنیاوی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ مغربی قوانین ریاستی پالیسیاں، عوامی خواہشات، اور وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے رجحانات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی مستقل حیثیت نہیں ہوتی۔ مغربی قانون میں معذور یا نابالغ افراد کے لیے رعایت کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، جبکہ اسلامی قانون میں ایسے افراد کے لیے خاص رعایتیں دی جاتی ہیں۔ اسلامی قانون کی جامعیت اور کمالیت اسے ایک منفرد اور برتر نظام بناتی ہے، جو انسانی فطرت، عقل و خرد، اور اصولوں کے مطابق ہے، جبکہ مغربی قانون اپنی محدودیت، غیر حتمیت، اور متغیر فطرت کی وجہ سے نسبتاً کم موثر اور غیر مستحکم ہے۔ اسلامی قانون کا نظام مھد سے شروع ہو کر بڑھاپے تک تربیت اور احکامات کا ایک مکمل ضابطہ فراہم کرتا ہے، جبکہ مغربی قانون میں فرد کی ذاتی حیثیت پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ اس طرح، اسلامی قانون اپنی جامعیت، پائیداری، اور اعلیٰ معیار کی بنیاد پر مغربی قانون سے مختلف اور وسیع تر ہے۔

اصولی ارتقاء:

اسلامی تصور قانون:

اسلامی قانون کا اصول ارتقاء (Principle of Evolution) ایک جامع اور ہمہ جہت نظام پر مبنی ہے جو دنیا کے ہر دور میں کارآمد اور موزوں رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ نظام 'اصول اجتہاد' پر مبنی ہے، جو اسلامی قانون کو وقت اور حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق، کچھ احکام مستقل اور غیر متغیر ہیں، جیسے عبادات اور ایمانی و اعتقادی احکام، جبکہ دیگر احکام مخصوص حالات

کے تحت تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اس سے اسلامی قانون کی جامعیت اور ارتقاء پذیری کا ثبوت ملتا ہے، جو زندگی کی ضروریات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسلامی قانون کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، جو ہر قسم کے قانونی، سماجی، معاشرتی، تعلیمی، یا معاشی ضوابط کے لئے ایک واحد معیار صحت فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴾[xvi]

"اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے"۔

اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں ارشاد ہے:

﴿ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ. ﴾

"حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، تو جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کیا"۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون ہر دور کے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کرتا ہے، تاکہ وہ ہمیشہ حالات کے مطابق تبدیلی اور ارتقاء کی گنجائش رکھے اور معاشرتی ضرورتوں کو بہتر طریقے سے حل کر سکے۔

مغربی تصور قانون:

مغربی قانون عمومی طور پر سیکولر بنیادوں پر قائم ہوتا ہے اور زیادہ تر دنیاوی معاملات پر مرکوز ہوتا ہے۔ مغربی قانونی نظام میں قوانین کی تبدیلی اور ارتقاء کی صلاحیت کو اس کی بنیادوں میں شامل کیا جاتا ہے، لیکن اس تبدیلی کی بنیاد روحانی یا اخلاقی اقدار پر نہیں ہوتی، بلکہ یہ وقت کے ساتھ بدلتی ہوئی معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی ضروریات پر منحصر ہوتی ہے۔

Jeremy Bentham، جو کہ ایک مشہور مغربی مفکر ہیں، کا قول ہے:

"The greatest happiness of the greatest number is the foundation of morals and legislation[xvii]".

"سب سے زیادہ لوگوں کی سب سے زیادہ خوشی اخلاقیات اور قانون سازی کی بنیاد ہے"۔

Oliver Wendell Holmes Jr.، ایک اور معروف مغربی مفکر، کہتے ہیں:

"The life of the law has not been logic; it has been experience[xviii]".

"قانون کی زندگی منطق پر مبنی نہیں رہی؛ یہ تجربے پر مبنی رہی ہے"۔

ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی قانون زیادہ تر تجربے، معاشرتی حالات، اور عوامی خواہشات پر مبنی ہوتا ہے، اور اس میں قوانین کی ارتقاء کی بنیاد مذہبی یا روحانی اصولوں پر نہیں ہوتی۔

اسلامی و مغربی تصورات قانون کا تقابلی جائزہ:

اسلامی اور مغربی قوانین کے درمیان بنیادی فرق ان کے ارتقاء اور تبدیلی کے اصول میں ہے۔ اسلامی قانون ایک مکمل، جامع، اور دائمی نظام ہے جو اصول اجتہاد کے تحت ہر دور اور مقام کے مسائل کا حل فراہم کرتا ہے۔ یہ نظام قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم ہے اور اس میں کسی

قسم کی تبدیلی کی ضرورت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ اسلامی قانون کی یہ خصوصیت اسے ایک مستقل اور پائیدار نظام بناتی ہے جو ہر دور کے لئے موزوں اور قابل عمل رہتا ہے۔

اس کے برعکس، مغربی قانون سیکولر بنیادوں پر مبنی ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ بدلتی ہوئی معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی ضروریات کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے۔ مغربی قانون میں روحانی یا اخلاقی اقدار کو شامل نہیں کیا جاتا، اور اس کا ارتقاء عوامی خواہشات اور تجربے پر منحصر ہوتا ہے۔ مغربی قانون میں الہام و وحی کو تسلیم تو کیا جاتا ہے، لیکن تشکیک اور غیر حتمیت کی وجہ سے اسے ناپائیدار شمار کیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فرد کی ذاتی حیثیت کو دیکھ کر قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے، جبکہ مغربی قانون میں ایسی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسلامی قانون میں روحانی و اخلاقی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے، جبکہ مغربی قانون میں یہ پہلو شامل نہیں ہوتے۔ اس طرح، اسلامی قانون اپنی جامعیت، پائیداری، اور اعلیٰ معیار کی بنیاد پر مغربی قانون سے مختلف اور وسیع تر ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلامی قانون ایک جامع اور مستقل نظام ہے جو الہامی ماخذ، یعنی قرآن و سنت پر مبنی ہے۔ اس کا آغاز الہامی ہدایات سے ہوتا ہے، اور اس کی تشریح مخصوص اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے جو علماء کے ذریعہ طے پاتے ہیں۔ اسلامی قانون کی نوعیت جامع ہے، جو زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہوتی ہے، اور اس کے بنیادی اصول عدل، مساوات، اور حقوق کی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔

اسلامی قانون کی بنیاد قرآن و سنت کی ہدایات پر ہے، جو دین، جان، عقل، نسل، اور مال کی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ قانون توازن اور اعتدال پر مبنی ہے، جو افراط و تفریط سے بچتے ہوئے متوازن زندگی کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی قانون کو مکمل اور ہر زمانے کے مطابق سمجھا جاتا ہے، جو بدلتے وقت کے ساتھ بھی قابل عمل رہتا ہے۔ اس میں تبدیلی اور ارتقاء کی گنجائش موجود ہے، جسے اصول ارتقاء یا اجتہاد کہا جاتا ہے، تاکہ نئے مسائل کا حل فراہم کیا جا سکے۔ اس قانون کے اصولوں کی صحت قرآن و سنت سے ماخوذ ہوتی ہے، اور یہ فرد کے اندرونی اصلاح پر زور دیتا ہے۔

مغربی قانون کے برخلاف، جو زیادہ تر سیکولر بنیادوں پر مبنی ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ بدلتی ہوئی معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی ضروریات پر منحصر ہوتا ہے، اسلامی قانون کی نوعیت دائمی، عالمی، اور جامع ہے۔ مغربی قانون عوامی خواہشات اور تجربے پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ اسلامی قانون الہامی اصولوں اور اخلاقی اقدار کو مد نظر رکھتا ہے۔ اسلامی قانون میں فرد کی ذاتی حیثیت کو دیکھ کر قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے، جبکہ مغربی قانون میں ایسی گنجائش نہیں ہوتی۔ مغربی قوانین میں روحانی اور اخلاقی اقدار کو شامل نہیں کیا جاتا، جبکہ اسلامی قانون میں یہ پہلو کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی قانون کی جامعیت، پائیداری، اور اعلیٰ معیار کی بنیاد پر یہ مغربی قانون سے منفرد اور برتر ہے۔

حوالہ جات

[i] المائدہ، 5:44

[ii] الجامع الصحیح اللبخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الأحکام، باب السمع والطاعۃ للإمام، حدیث نمبر:7137. دار السلام، ریاض، جلد 6، صفحہ 2607

[iii] John Austin, The Province of Jurisprudence Determined, London: John Murray, 1832, p. 18

[iv] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اسلامی اور مغربی تصور قانون کا تقابلی جائزہ، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 1996، ص 469

[v] النساء، 4:105

[vi] سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب طاعۃ الأئمۃ، حدیث نمبر:2864. دار الفکر، بیروت، جلد 2، صفحہ 957

[vii] Thomas Hobbes, Leviathan, London: Andrew Crooke, 1651, p. 145

[viii] المائدۃ، 5:48

[ix] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری. کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان، حدیث نمبر:49. دار احیاء التراث العربی، بیروت، جلد 1، صفحہ 69

[x] Plato, Laws, Translated by Benjamin Jowett, New York: Cosimo Classics, 2008, p. 78

[xi] اسلامی قانون اور جدید تقاضے، تقی امینی، کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 2005، ص 75

[xii] البقرۃ، 2:185

[xiii] الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأدب، دار طوق النجاۃ، بیروت: دار ابن حزم، 1422ھ، جلد 1، حدیث 88، صفحہ 34

[xiv] Mill, John Stuart. On Liberty. London: John W. Parker and Son, 1859, p 16

[xv] Austin, John. The Province of Jurisprudence Determined. London: John Murray, 1832, p. 13

[xvi] النحل 16:89

[xvii] Bentham, Jeremy. An Introduction to the Principles of Morals and Legislation. Oxford: Clarendon Press, 1789, p. 3

[xviii] Holmes, Oliver Wendell Jr. The Common Law. Boston: Little, Brown, and Company, 1881, p. 1

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- ابن عابدین، سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز "رد المحتار". بیروت: دار الفکر، 1992ء۔
- ابن عاشور، محمد الطاہر بن عاشور "مقاصد شریعہ الاسلامیہ". تیونس: الشرکۃ التونسیہ للتوزیع، 1997ء۔
- ابن عاشور، محمد الطاہر بن عاشور. "التحریر والتنویر". تونس: دار سحنون، 1997ء
- ابن ماجہ، محمد بن یزید ابن ماجہ. "سنن ابن ماجہ". بیروت: دار الفکر، 1998ء۔
- امریکن اسلامک جیورسٹس کونسل. "رپورٹ 2003ء، رشین فنانس بل". bhatkallys "نیوز، 24 اپریل، 2015ء۔
- بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری. " صحیح البخاری". بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء۔
- تقی امینی، اسلامی قانون اور جدید تقاضے، کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 2005۔
- دراز، ڈاکٹر عبد اللہ. "کتاب الدین". قاہرہ: دار المعارف، 2005ء۔
- ڈاکٹر حمید اللہ، محمد. "خطبات بہاولپور". لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1983ء۔
- ڈاکٹر حمید اللہ، محمد. "اسلامی معاشرتی نظام". لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1999ء۔
- الرازی، فخر الدین الرازي. "مفاتیح الغیب" (التفسیر الکبیر). بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1999ء۔

- راغب اصفہانی، الحسین بن محمد. "الاخلاق الاسلامیہ". ریاض: دار السلام، 2003ء۔
- رشید رضا، علّامہ. "اصول التشریع العام مجرد من تفسیر المنار". قاہرہ: دار المنار، 1952ء۔
- الزحیلی، وهبة بن مصطفىٰ الزحيلي. "الفقه الإسلامي وأدلته". دمشق: دار الفکر، 2007ء۔
- الزحیلی، وهبة بن مصطفى الزحيلي. "الفقہ الاسلامی وادلتہ". دمشق: دار الفکر، 1985ء۔
- شافعی، محمد بن إدریس، الامام. "الأم". بیروت: دار المعرفہ، 1990ء۔
- شاہ ولی اللہ دہلوی، أحمد بن عبد الرحیم. "حجۃ اللہ البالغہ". بیروت: دار المعرفہ، 1980ء۔
- شہزاد اقبال شام. "اسلامی قانون ایک تعارف". اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، 2001ء۔
- طاہر القادری، ڈاکٹر. "اسلامی اور مغربی تصور قانون کا تقابلی جائزہ". لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 1996ء۔
- طاہر القادری، ڈاکٹر. "اسلامی قانون اور جدید دنیا". لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2010ء۔
- طاہر القادری، ڈاکٹر. "الحکم الشرعی". لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2019ء۔
- عبد القادر عودہ. "التشریع الجنائی الاسلامی". بیروت: دار الکتب العربی، 1980ء۔
- عزّ بن عبد السلام، أبو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام، "قواعد الاحکام فی مصالح الانام". قاہرہ: مطبعہ حسینیہ، 1934ء۔
- علی، محمد منیر. "اسلامی قانون اور ریاستی نظم کا تصور". لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2020ء۔
- عمارہ، محمد عمارۃ. "حقوق الانسان فی الاسلام". قاہرہ: دار الشروق، 2004ء۔
- مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری. "صحیح مسلم". بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2000ء۔
- مشکوۃ المصابیح. "حدیث نمبر ۸۵۰، جلد دوم". بیروت: دار الفکر، 1980ء۔
- نسائی، احمد بن شعیب النسائی. "سنن النسائی". بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء۔

- Affordable Care Act, United States, 2010-
- Aquinas, Thomas. Summa Theologica. New York: Benziger Brothers, 1947,
- Arango, Tim. "Turkey's Erdoğan Uses History, and Turkish TV, to Rewrite His Country's Legacy." The New York Times, May 30, 2020.
- Aristotle, Nicomachean Ethics, Cambridge: Harvard University Press, 1926,
- Assemblée Nationale. Constitution of France. Paris: Assemblée Nationale, 1958
- Augustine, On Christian Doctrine, New York: Image Books, 1958,
- Aust, Anthony. Modern Treaty Law and Practice. Cambridge: Cambridge University Press, 2000,
- Austin, John. The Province of Jurisprudence Determined. London: John Murray, 1832, p. 13
- Bentham, Jeremy. An Introduction to the Principles of Morals and Legislation. Oxford: Clarendon Press, 1789, p.3
- Holmes, Oliver Wendell Jr. The Common Law. Boston: Little, Brown, and Company, 1881, p. 1
- John Austin, The Province of Jurisprudence Determined, London: John Murray, 1832, p. 18
- Mill, John Stuart. On Liberty. London: John W. Parker and Son, 1859, p 16
- Plato, Laws, Translated by Benjamin Jowett, New York: Cosimo Classics, 2008, p. 78
- Thomas Hobbes, Leviathan, London: Andrew Crooke, 1651, p. 145